اس کتاب میں اولاً لفظ وسیلہ کی لغوی اور شرعی تحقیق ہے اور پھر وسیلے کی دو قسمیں مشروع و ممنوع کر کے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیلات بیان کی ہیں، ممنوع وسیلے میں کسی شخصیت کا وسیلہ یا کسی بزرگ کے حق و مرتبہ کا وسیلہ بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں جو بھی روایات اور دلائل بیان کئے جاتے ہیں ان سب کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔ ضمناً بعض دیگر مباحث بھی آگئے ہیں مگر اصلاً اسی مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے، کتاب سنجیدگی سے پڑھنے اور عقائد و خیالات میں اس کی اصلاحات پر عمل پیرا ہونے کے قابل ہے ممنوع وسیلے کے مباحث میں بعض چیزیں اہل علم کے یہاں محل فکر و تامل ہو سکتی ہیں تاہم اکثر چیزوں پر مؤلف کی گرفت صحیح ہی ماننی پڑے گی۔

بے علم مسلمانوں میں جو غلط رسم و رواج پائے جاتے ہیں ان کی اصلاح کے سلسلے میں جماعت اہل حدیث ہمیشہ سرگرم رہی ہے اور ہمیشہ اس نے زبان و قلم کو اس کے لئے حرکت میں رکھا ہے جو قابل تعریف ہے مگر اب تک عموماً یہ دیکھا گیا کہ لب و لہجہ اور انداز بیان تیز اور نکیلا ہوتا تھا جو درحقیقت خود مقصد اصلاح کے منافی تھا مگر ان برائیوں کی نفرت سے مغلوب ہو کر شاید لکھنے والے کی طبیعت میں غصہ پیدا ہو جاتا تھا اور بسا اوقات یہ حقیقت اوجھل ہو جاتی تھی کہ غصہ آنے ہی بات بے جان ہونے لگتی ہے ادھر کچھ عرصہ سے اس جماعت کے نمایندوں کی تحریروں میں متانت و وقار اچھا خاصا آگیا ہے جو ایک خوش آئند بات ہے الدار السلفیہ نے بھی لب و لہجہ میں خاصا سدھار کیا ہے مگر ابھی سدھار کی مزید کچھ ضرورت ہے

(۳) اس کتاب کا پورا نام ہے اصلاح المساجد من البدع والعوائد یعنی مسجدوں سے متعلقہ بدعات اور رسم و رواج کی اصلاح، یہ کتاب دمشق (ملک شام) میں لکھی گئی ہے اس لئے ظاہری بات ہے کہ اس میں انہی رسوم و بدعات کا تذکرہ ہو سکتا ہے اور ہے۔ جو ان علاقوں میں پائے جاتے ہیں، اس کتاب کا جوں کی توں ترجمہ اردو میں کر ڈالنے سے زیادہ بہتر تھا کہ اس کا انتخاب کیا جاتا اور جو مضامین ہمارے ہندو پاکستان سے تعلق رکھتے ہیں انہی کا ترجمہ کیا جاتا اور اگر یہاں کی کچھ مخصوص رسوم کا اضافہ بھی کر دیا جاتا تو کتاب اور بہت مفید ہو جاتی اب موجودہ صورت میں اس کے بہت سے عنوانات

کتاب کے مخاطبین یعنی اُردو داں حضرات سے غیر متعلق ہیں مثلاً : " مجذوبین کو مسجدوں میں جگہ دینا " صـ۲۲۵ ۔ یا " جانوروں کے بال یا ان کا چمڑا مسجد میں فروخت کرنا " (صـ۲۲۵) ۔ یا " مساجد کے حوضوں میں غسل کرنا " (صـ۲۵۹) صـ۲۶۰ پر " مساجد میں اہم شخصیتوں کے (عَلَم) جھنڈے لگوانا " (صـ۲۶۰) یا " مساجد سے مشائخ طریقت کا جلوس نکلنا " (صـ۲۶۶) وغیرہ یہ اور اس قسم کے بہت سے مضامین اصل عربی کتاب میں تو بالکل بجا اور برمحل ہیں مگر ترجمہ میں ان کی افادیت کوئی خاص نہیں ہے۔

پیشاب کے بعد استنجاء میں صفائی اور قطرے سے احتیاط کے لئے جو اہتمام ہوتا ہے اس میں بعض صورتیں یقیناً مبالغہ آمیز اور خلاف شرم و حیا ہیں جن پر نکیر بالکل درست اور برمحل ہے مگر یہ کہنا کہ دورِ رسالت میں ایسا نہ تھا (صـ۲۵۶) یہ طرزِ استدلال غیر فقیہانہ ہے بہت سے کام حالات اور ضرورتوں کے تحت کئے جاتے ہیں خواہ ان کی نظیر دورِ رسالت میں نہ ملے، حدیث میں استنزھوا من البول کا عام حکم ہی اس کے لئے کافی ہے ۔ یہ پورا عنوان دراصل حافظ ابن قیم اور ان کے شیخ امام ابن تیمیہ کے اتباع میں لکھا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات اپنے بالاتفاق کمالِ فن کے باوجود جس خطے اور جس دور میں ہوتی ہے اس میں استنثار کی اس اہمیت و ضرورت کو پوری طرح محسوس نہیں کر سکتے تھے جو بعد کے محتاط اور نکتہ رس فقہاء نے محسوس کی ہے، دورِ حاضر کی گرتی ہوئی صحتیں اور چائے وغیرہ کے کثرتِ استعمال اور ناقص غذاؤں کی وجہ سے مثانے اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ ہر شخص پیشاب کر کے فوراً پانی بہا کر کھڑا ہو جائے صرف اتنی بات طہارت و پاکیزگی کی طرف سے اطمینان دلانے کے لئے کافی نہیں ہے مسند احمد مراسیل ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں ارشاد ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اذا بال احدکم فلینتر ذکرہ ثلاث نترات۔ اور نتر کا مفہوم علامہ زمخشری کے بیان کے مطابق جذب فیہ قوۃ یعنی کسی قدر قوت سے سونتنا ہے یقال نترنی فلان بکلامہ اذا شدّ دذلک وغلظ۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی ج ۱ صـ۳۳۱) اور خود کتاب میں صـ۲۵۶ پر حضرت جابر بن زید کا قول نقل کیا گیا ہے کہ جب پیشاب کرو تو عضو کے نچلے حصے کو پونچھ لو۔ ان چیزوں کی روشنی میں راہِ اعتدال

یہی ہے کہ کسی قدر اہتمام سے بقیہ قطرات سے پاکی حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ البتہ جن لوگوں کو قطرے کا شبہ نہیں ہے ان کے لئے اس اہتمام کی ضرورت نہیں اور جو لوگ اس احتیاط کے لئے مجبور ہیں وہ حیاء و شرم کا لحاظ رکھیں اور صورت حال کو مضحکہ خیز نہ ہونے دیں۔

یہاں یہ واضح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے حدیث کے جو الفاظ نقل کئے ہیں تعلیق نگار علامہ ناصر الدین البانی نے اس میں تصحیف ثابت کی ہے مگر خود اس تعلیق میں ایک غلطی یہ ہوگئی ہے کہ فلیتنثر میں تا مثناۃ فوقیہ کے بجائے ثائے مثلثہ سے لکھا گیا ہے یہ بظاہر کتابت کی غلطی ہے، ثا مثلثہ وضوء والی حدیث میں آتا ہے اذا استنشقت فاستنثر (جامع صغیر مع شرح فیض القدیر ج ا ص ۲۷)

ص ۱۱۰ پر مٹی کا تیل استعمال نہ کرنے اور اس سے گریز کرنے کو غلط رواجوں کی فہرست میں درج کیا ہے اور مسجد قدس کے خادم سے ملاقات کے وقت اس کو مصنف نے اس کے استعمال کا مشورہ دیا کہ اس میں روشنی زیادہ ہوتی ہے اس نے ناپسند کیا تو اس پر مصنف نے اس چیز کو محض پرانی عادت پر جمے رہنا قرار دیا ہے حالانکہ درست یہ ہے کہ محتاط اہل علم حضرات نے بدبو کی وجہ سے مساجد کے اندر مٹی کے تیل کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے —— یہ بات الگ ہے کہ کوئی دوسرا صاحب علم اس سے اتفاق نہ کرے اور بدبو سے احتیاط کے ساتھ اس کے استعمال کی اجازت دے دے جیسا کہ خود ہندوستان میں یوپی کے اکثر مقامات پر اس کو مسجدوں میں استعمال نہیں کیا جاتا مگر جنوبی ہند کے بہت سے مقامات پر خود تبصرہ نگار نے مسجد کے اندر مٹی کے تیل کا استعمال دیکھا اور اس کی وجہ وہاں کے اہل علم حضرات نے یہ بتائی کہ اچھی حالت کی لالٹین یا گیس کی لالٹین میں احتیاط سے ڈال کر استعمال کیا جائے تو بدبو نہیں محسوس ہوتی۔ بہرحال یہ ایک علمی بحث ہے اس کو غلط رسم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ص ۱۱۱ پر ایک جگہ رجل کا ترجمہ مرد کیا ہے (سطر ۱۲) جو وہاں غیر فصیح ہے، عربی میں رجل مرد کے لئے بھی آتا ہے مگر ہر جگہ اس لفظ میں اس کی رجولیت و مردانگی مراد نہیں ہوتی بلکہ ایک آدمی

یا کوئی شخص مراد ہوتا ہے، اس کے برخلاف اردو میں مرد کا لفظ اپنے ساتھ مردانہ امتیاز رکھتا ہے۔ یہ غلطی کاتب یا مصحح کی ہوگی۔ اسی طرح سولہویں سطر میں " زمین میں دھنسانے، مسخ کرنے اور سنگسار کرنے ،، کے بجائے زیادہ صحیح ترجمہ " زمین میں دھنسنے، مسخ ہونے اور پتھر برسنے" ہوتا یہ بھی کتابت وغیرہ ہی کا فرق ہے۔

صفحہ ۳ پر " شمالی حصے میں مصلیوں کے پیچھے " کا لفظ آیا ہے، اس پر تشریحی نوٹ آنا تھا کہ یہ ان علاقوں کے بارے میں جہاں قبلہ جانب جنوب ہے

کتاب میں مستقل عنوانات کے تحت بعض ضمنی چیزیں آگئی ہیں بہتر ہوتا کہ ان کے لئے ذیلی عنوانات قائم کر دئے جاتے اور فہرست میں ان کا اشارہ آجاتا۔ ان چیزوں کا لحاظ آئندہ ایڈیشن میں کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک کتاب کی افادیت اور ضرورت کا تعلق ہے اس میں سر مو کلام نہیں ہے بلکہ ان مذکورہ مشوروں کو قلمبند کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ناظرین ان کو دیکھ کر کتاب کی افادیت کے بارے میں غلط رائے قائم نہ کرلیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مساجد کے موضوع پر اس سے قبل عربی میں بھی اور اردو میں بھی متعدد کتابیں آچکی ہیں مگر اصلاح المساجد کے مصنف نے مساجد ہی سے متعلق بالکل نئے اور بہت ضروری موضوع پر قلم اٹھایا ہے ہم ناظرین کو مشورہ دیں گے کہ وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

دہم، اس کتاب کے ترجمہ اور اشاعت پر ادارہ خصوصیت سے مبارک باد کا مستحق ہے، تبصرہ نگار نے جب یہ کتاب عربی میں پڑھی تھی تو بے ساختہ طبیعت میں تقاضہ ہوا تھا کہ کاش کوئی اس کا معیاری ترجمہ کر کے سلیقے سے چھاپ دیتا، اب جو یہ کتاب دیکھی تو جی خوش ہوگیا ترجمہ بھی بہت صحیح، سلیس اور رواں ہے، ترجمہ کے بجائے اصل کتاب معلوم ہوتی ہے اور ترتیب و طباعت بھی معیاری ہے، ناظرین کی سہولت کے لئے عنوان بندی بھی کی گئی ہے نمبرات بھی ڈال دئے گئے ہیں اور فہرست میں بھی بڑے عنوانات جلی قلم سے اور چھوٹے